عبدالمطلب ہاشمی اور خاندانِ رسالت کے بعض افراد کے اصل نام

———— پروفیسر ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

سیرت و سوانح اور تذکرہ و تاریخ میں ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ بہت سے اکابر و شخصیات کے اصل ناموں پر شہرت و روایت سے پردے پڑ جاتے ہیں اور وہ کسی دوسرے نام سے مشہور ہو جاتے ہیں۔ مشہورِ عام نام کبھی لقب ہوتا ہے اور کبھی عرفیت۔ عرب و اسلامی تاریخ میں کنیت بھی نام کی جگہ لیتی رہی ہے۔ بعض صفاتِ عالیہ اور کبھی کبھی اوصافِ خبیثہ بھی اصل ناموں کو پس منظر میں ڈھکیلنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ ایسا بالعموم ممدوحوں کو فرشتہ اور مبغوضوں کو شیطان بنانے کی غیر معتدل مساعی کا سبب ہوتا ہے۔

خرابی اصلاً وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں تحقیق و جستجو کے بجائے کورانہ تقلید کی جاتی ہے۔ کسی ایک راوی خوش بیان اور سوانح نگارِ افسانہ طراز نے خوش نما روایت کو بیانیہ کا جزو بنا دیا۔ اب دوسرے معاصرین و متاخرین نے اس کو حقیقتِ واقعہ سمجھ لیا اور اپنی روایت میں مزید گل بوٹے ٹانک دئے۔ سلسلۂ روایت چلا تو نسل در نسل اور عہد بہ عہد اسی روایتِ واحدہ اور خبرِ واحدہ کو جمہور کا اتفاق بنا دیا۔ یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ واقعی وہ مسلکِ جمہور ہے یا محض نقل در نقل اور اندھی تقلید کا سلسلہ، جسے مسلکِ جمہور کہا جاتا ہے۔

اب اگر کوئی صاحب علم و تحقیق قلندرانہ جسارت کر کے اصل نام یا سچے واقعہ کا کھوج لگاتا ہے تو اسے شاذ، ضعیف، کم زور روایت اور مسلکِ جمہور کے خلاف قرار دے کر رد یا نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جناب عبدالمطلب ہاشمی کے اصل نام نامی کے ساتھ یہی کچھ ہوا۔ ان کا خوب صورت و عظیم نام عوامی جمہوریت کے رنگ و روپ میں دب گیا۔ شخصیت پرستی اور روایت نوازی کے مارے ہوئے اہلِ سیر نے ان کی صفت کو نام کا درجہ دے دیا۔ تسمیہ و توجیہ کی علمی کاوش نے ایک اور روایت سازی کر ڈالی۔ موجودہ مطالعہ اس عظیم شخصیت کے اصل نام کی تحقیق کی ایک کوشش ہے۔

مشہور نام کی توجیہ

ان کا مشہور و معروف نام عبدالمطلب ہے جو ہمارے مصادر کے مطابق ایک پس منظر رکھتا ہے۔ ان کے والدِ ماجد جناب ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب نضری قریش اور مکّہ کے ایک عظیم شخص تھے۔ دوسرے اکابر و اصاغرِ مکہ کی مانند تجارت کے لئے وہ مختلف منڈیوں کے علاوہ شام جایا کرتے تھے۔ اصلاً شامی تجارت ہی ان کی معاشی زندگی کی ریڑھ کی ہڈی اور ان کی مال داری وخوش حالی کی بنیاد تھی۔ مکہ اور دوسرے جنوبی علاقوں کے تاجروں کا راستہ یثرب/ مدینہ سے گزرتا تھا جو ایک منزل بھی تھی اور منڈی بھی۔ شام کے لئے آتے جاتے تاجرانِ مکہ وجنوبی عرب کی مانند جناب ہاشم بن عبدمناف مدینہ منورہ میں اپنے والدِ ماجد عبد مناف بن قصی کے ایک دوست عمرو بن زید نجاری خزرجی کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ وہ ان کے بھی دوست بن گئے تھے۔ ایک سفر کے دوران جناب ہاشم بن عبدمناف قریشی کو اپنے یثربی دوست و میزبان کی بیٹی سلمیٰ بنت عمرو خزرجی پسند آگئی تو اس کا ہاتھ مانگ لیا، شادی کر لی اور اس کو اپنے وطن مکہ مکرمہ لے آئے۔

روایت کا دوسرا جزئیہ یہ ہے کہ شادی کے وقت دلہن کے والد اور خاندان والوں نے یہ شرط عائد کر دی کہ سلمیٰ بنتِ عمرو نجاری کے بطن سے ہاشم کی اولاد صرف

اپنی ننہیال -یثرب- میں پیدا ہوگی۔کیوں کہ وہ ان کے خاندان کی روایت اور گھرانے کی ریت تھی۔عمرو بن زید نجاری خزرجی کا خاندان اتنا اعلیٰ اور ان کی دختر نیک اختر سلمیٰ کی شان اتنی بلند پایہ تھی کہ ان کی اولادیں صرف ننہیال ہی میں جنم لے سکتی تھیں۔ ہاشم بن عبد مناف نے شرط کی پاسداری کی۔متوقع ولادت کے پیشِ نظر وہ اپنی یثربی بیوی سلمیٰ کو یثرب پہونچانے کے بعد خود شام برائے تجارت چلے گئے۔قضا وقدر کا فیصلہ کہ شام ہی میں غزہ کے مقام پر ان کا انتقال ہوگیا اور ادھر یثرب میں سلمیٰ نجاریہ خزرجیہ کے بطن سے ان کا ایک فرزند پیدا ہوا۔ ہاشم کی اچانک وفات کے سبب ان کی یثربی زوجہ اور فرزند کا واپس مکہ جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوا، اور فرزندِ ہاشمی ننہیال میں پرورش پاتا رہا [۱]

عرب روایتِ وصیت کے مطابق ہاشم بن عبد مناف نے اپنے بڑے بھائی مطلب بن عبد مناف کو اپنا وصی، جانشین اور گھربار و کاروبار کا متولی اور بیوی بچوں کا اتالیق ونگراں مقرر کردیا تھا۔ مطلب بن عبد مناف نے اپنے مرحوم بھائی کی وصیت کے مطابق تمام ذمہ داریاں اٹھالیں، کیونکہ ہاشم کے تمام بچے چھوٹے تھے۔ان کی وفات کم عمری میں ہوگئی تھی۔روایت کے مطابق انتقال کے وقت وہ صرف پچیس سال کے تھے۔یہی متفقہ روایت ہے۔ جناب مطلب نے ہاشم کی پہلی بیوی ہند بنت عمرو خزرجی یثربی سے شادی کر لی اور ان کے بطن سے پیدا تمام اولادِ ہاشم کو اپنی کفالت میں لے لیا۔مگر جناب ہاشم کے نومود فرزند یثرب میں ہی رہے، تا آنکہ وہ سات آٹھ برس کے ہو گئے۔ ان کے حسن و جمال، جودت و کمال اور اٹھان و پرورش کا چرچا عام ہوگیا۔

عام اور مشہور روایت یہ کہتی ہے کہ یثرب سے گزرتے ہوئے ایک حارثی (بنو حارث بن عبد مناۃ کے ایک گمنام فرد) نے یثرب کے کچھ لڑکوں کو تیراندازی کرتے دیکھا تو ٹھہر گیا۔ان میں سے ایک بچہ ٹھیک نشانہ لگاتا تو فخر یہ کہتا کہ ”میں فرزندِ ہاشم ہوں، میں سردارِ مکہ کا لاڈلا ہوں (انا ابن هاشم، انا ابن سید

البطحاء) حارثی نے بچے کے کمال و جمال سے متاثر ہو کر اس کا نام و نسب پوچھا اور مکہ مکرمہ آ کر مطلب بن عبد مناف کو بتا دیا۔ دوسری کم معروف یا گم نام روایت کے مطابق یثرب کے مشہور شاعر حضرت حسان بن ثابت خزرجیؓ کے والد ماجد ثابت بن منذر خزرجی کسی کام سے مکہ آئے تو مطلب بن عبد مناف کے گھر اترے کہ دونوں قدیمی دوست تھے۔ باتوں باتوں میں انھوں نے مطلب بن عبد مناف کو ان کے یتیم و ہونہار بھتیجے کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

بہر کیف مطلب بن عبد مناف کو چہیتے بھائی کے ہونہار فرزند کی محبت اور اپنی ذمہ داری کے احساس نے شدّت سے آمادہ کیا کہ وہ فرزندِ ہاشم کو یثرب سے لانے چل پڑے۔ ننہالی عزیزوں، بالخصوص بچہ کی ماں سلمٰی بنت عمرو نجاری نے پہلے تو اپنے فرزند کو حوالہ کرنے سے صاف انکار کر دیا، مگر مطلب بن عبد مناف کی محبت و وارفتگی نے ان کو اتنا مجبور کر دیا کہ وہ فرزندِ ہاشم کو اس کے شفیق و کریم چچا کے حوالے کر دیں، اوز اجازت دے دیں کہ وہ اس کو اس کے باپ کے گھر لے جائیں اور وہاں اس کی پرورش و تربیت کریں کہ وہ سید بطحاء کا فرزند ہے۔

جناب مطلب بن عبد مناف، فرزندِ ہاشم کو اپنے اونٹ کے پیچھے بٹھائے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے۔ کچھ گرد و غبار اور تکان کے سبب اور کچھ فرزندِ ہاشم کے معمولی اور بوسیدہ کپڑوں کے سبب مکہ کے لوگوں نے یہ سمجھا کہ مطلب ایک نیا اور نو خیز غلام خرید لائے ہیں اور انھوں نے بچے کو ''عبد المطلب'' سمجھ لیا، اور نو وارد فرزندِ ہاشمی کا یہی نام لوگوں کی زبان پر چڑھ گیا۔ ان کا نام ہی ''عبد المطلب'' پڑ گیا ۲

روایات میں اس تسمیہ کی بعض جزئیات میں سخت اضطراب و اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک قسم کی روایت میں ہے کہ مطلب نے پہلے فرزندِ ہاشم کو اپنا خرید کردہ غلام ہی بتایا۔ بعض روایات کے مطابق اکابرِ قریش کے استفسار پر کہا تھا کہ ہاں میں نے اسے خریدا ہے۔ ۳ ابن ہشام کی روایات میں یہ صراحت بھی ملتی ہے کہ قریش نے جب فرزندِ ہاشم کو عبد المطلب کہا تو مطلب نے فوراً تردید کی اور ان کو بتایا کہ وہ

تو میرا بھتیجا اور فرزندِ ہاشم ہے۔ اکابرِ قریش نے باپ سے مشابہت کی بنا پر اسے تسلیم کرلیا۔ بلاذری وغیرہ کی روایات میں بھی یہ تصریح پائی جاتی ہے کہ مطلب بن عبدمناف نے بعد میں فرزندِ ہاشم کو نہلا دھلا کر اور عمدہ لباس پہنا کر اکابرِ قریش کے روبرو پیش کیا اور ان کو بتایا کہ وہ فرزندِ ہاشم اور ان کا بھتیجا ہے، لیکن عبدالمطلب کا نام ان پر کسی تہمت کی مانند چسپاں ہوگیا اور ان کا اصل نام پس منظر میں چلا گیا۔

حافظ ابن کثیرؒ نے امام زہریؒ کی روایت نقل کی ہے جس کے مطابق مطلب ابن عبدمناف نے لوگوں کے استفسار پر بتایا تھا کہ وہ بچہ ان کا غلام ہے اور اسی بنا پر لوگ اس کو عبدالمطلب کہنے لگے۔[۴]

نامِ جمہور:

تقریباً تمام مصادر کا اتفاق ہے کہ جناب عبدالمطلب ہاشمی کا اصل نام شیبہ تھا۔ اس کی بھی ایک وجہِ تسمیہ ہے اور ایک پس منظر۔ سلمٰی بنت عمرو نجاری خزرجی سے جب ہاشم بن عبدمناف کا فرزندِ سعید پیدا ہوا تو اس کے سر میں کچھ سفیدی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے پیشانی کے گرد سفید دھاریاں تھیں، اس لیے اس کا نامِ نامی شیبہ یا شیبۃ الحمد رکھا گیا۔ بعض روایات میں صرف شیبہ نام ہے اور بعض میں شیبۃ الحمد اور بعض میں دونوں۔[۵]

ان روایات کی بنا پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فیصلہ کردیا کہ عبدالمطلب کا اصل نام جمہور کے نزدیک ''شیبۃ الحمد'' ہے۔[۶]

قریب قریب بعد کے تمام سیرت نگاروں نے یہ تسلیم کرلیا کہ فرزندِ ہاشم کا اصلی نام شیبہ یا شیبۃ الحمد تھا۔[۷]

ان تمام روایات میں یہ صراحت ملتی ہے کہ بچے کے بالوں (پیشانی کے بالوں) کی سفیدی کے سبب شیبہ کہا گیا تھا۔ یہ اصل نام نہیں تھا۔ ایک جسمانی صفت کی بنا پر ماں نے اپنے چہیتے بچے کو اس عرفیت سے پکارا تھا۔ ''شیبۃ الحمد'' ان

کی خوبیوں ، بالخصوص فیاضی وسخاوت کی بنا پر لقب پڑا تھا اور ظاہر ہے کہ اس لقب و عرفیت کا رواج ان کے بڑے ہونے پر ہوا تھا، جب وہ جود وسخاوت کے دریا بہانے کے لائق بنے تھے ، بچپن یا پیدائش کے بعد شیبۃ الحمد کہلانے کا سوال ہی نہیں اٹھتا۔ مطّلب کو ہاشم کی وصیت کی روایت صریحاً غلط ہے کہ وہ وفاتِ ہاشم کا مقام مکہ بتاتی ہے ، جب کہ تمام مستند روایات کا اتفاق ہے کہ ان کا انتقال غزّہ میں ہوا تھا۔ مختلف ناقدینِ روایات نے اسی بنا پر اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ (بحث کے لیے حلبی وغیرہ ملاحظہ ہوں)

کتبِ انساب وتاریخ کے سرسری مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیبہ عربوں میں ایک عام نام تھا۔ عبدالمطلب کے کئی پیش رَو، معاصرین اور متاخرین اس نام سے موسوم ہو چکے تھے۔ ظاہر ہے کہ سب کی پیشانی کے بال بوقتِ پیدائش سفیدی نہیں رکھتے تھے۔ شیبہ بن ربیعۃ عبشمی ، شیبہ بن عثمان عبدری ، شیبہ بن مالک عامری کا ذکر صرف بلاذری میں موجود ہے۔۸ ابن ہشام نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔۹ ان کے علاوہ متعدد دوسروں کا ذکر پایا جاتا ہے۔ بغدادی نے مذکورہ پانچ کے علاوہ شیبہ بن عمارہ ، شیبہ بن نصاح المعلم کا اضافہ کیا ہے۔۱۰ اسی مؤلف نے تعمیرِ کعبہ اور نبوی تنصیبِ حجرِ اسود کے ضمن میں ایک بابِ ''آل شیبہ'' کا ذکر کیا ہے، جو قدیم تر شیبہ تھے۔۱۱

اصل نام:

بہت کم ایسے قدیم و جدید سیرت نگار ہیں جنہوں نے جناب عبدالمطلب ہاشمی کے اصل نام کے صراحت کی ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کا اصل نام 'عامر تھا، یعنی عامر بن ہاشم۔ یہی نام ان کی والدہ ماجدہ یا نانا نے رکھا تھا۔ قدیم سیرت نگاروں یا اہلِ علم میں امام ابنِ قتیبہ دینوری نے غالباً سب سے پہلے اس کی صراحت بلاشک وشبہ کی ہے۔۱۲ حلبی نے مجروح وضعیف روایت کے بطور نقل کیا

ہے کہ ان کا نام ''عامر'' بھی بتایا گیا ہے۔۱۳ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ابنِ قتیبہ کی روایت نقل کی ہے اور اس پر تنقید بھی کی ہے۔۱۴

جدید سیرت نگاروں میں قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ نے پوری وضاحت کے ساتھ ان کے نام و لقب پر لکھا ہے: ''ان کا نام عامر اور لقب شیبہ ہے۔ شیبہ کا ترجمہ زال یا بوڑھا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ لقب صرف تفاؤل کے لیے تھا کہ عمر دراز پائے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ جب پیدا ہوئے تو اس وقت ان کی چندیا میں چند بال سفید موجود تھے۔''۱۵

ولیم مونٹگمری واٹ (W.Montgomery Watt) اور ان کے مقالہ کے مدیرِ گرامی نے لکھا ہے کہ ''عبد المطلب بن ہاشم [حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دادا، قریشِ مکہ کے نام ور سردار، ان کا نام عامر، کنیت ابو الحارث اور لقب شیبہ ہے، انھیں فیاض اور مُطعِم (کھانا کھلانے والے) کے القاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے]۱۶ اصل مقالہ پر یہ اضافہ مدیرِ گرامی (ادارہ) کا معلوم ہوتا ہے کہ واضح طور سے مستقیم قوسین کے اندر دیا گیا ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ مقالہ کے جن اصل مصادر کا حوالہ آخر میں دیا گیا ہے ان میں سے کسی میں بھی اصل نام ''عامر'' کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ ممکن ہے کہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری سے لیا گیا ہو کہ ثانوی مآخذ میں اس کا واضح ذکر ہے، بعض یوروپی مآخذ میں بھی ہوسکتا ہے۔

اجدادِ عبدالمطلب کے اصل نام:

صرف جناب عبدالمطلب ہاشمی کے اصل نامِ نامی پر شہرت و روایت پرستی کا پردہ نہیں پڑا، ان کی کئی قریبی پیڑھیوں کے اجدادِ کرام کے اسماء گرامی پر ان کی صفاتِ عالیہ کا ملمّع چڑھا دیا گیا ہے۔ نہیں معلوم یہ راویانِ خوش بیان کی کارستانی ہے، یا قصہ گویانِ عرب کی افسانہ تراشی و اسطورہ نگاری۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جناب عبدالمطلب کے والدِ ماجد، جدِّ امجد اور بانی خاندانِ عبد مناف کے اصل نام

دوسرے ہیں اور وہ مشہور و معروف دوسرے ناموں سے ہیں۔

سیرت و سوانح کے تقریباً تمام مصادرِ اصلی و ثانوی کا اجماعِ عام ہے کہ جناب عبد المطلب کے والدِ ماجد ہاشم بن عبد مناف بن قصی کا نام نامی ''عمرو'' تھا، مگر وہ اپنی فیاضی و سخاوت اور دورانِ قحط و خشک سالی اہلِ مکہ کو شہد و مکھن میں روٹی چورا کر کے کھلانے کے سبب ''ہاشم'' کے نام سے معروف ہو گئے کہ اس مادہ ''ھشم یھشم ھشماً، ھشاماً'' کے معنی یہی ہیں اور ان کا اصل نام صفتِ عالیہ کے پردے میں ایسا مستور ہوا کہ اب صرف اہلِ تحقیق و صاحبانِ نظر ہی اس سے زیادہ واقف معلوم ہوتے ہیں۔ [۱۷]

جناب ہاشم بن عبد مناف کے والدِ گرامی عبد مناف بن قصی کا اصلی نام ''مغیرہ'' تھا اور عبد مناف لقب یا عرفیت۔ روایات کے مطابق ان کے والدِ ماجد نے اپنے ایک بیٹے کا نام بیت اللہ کی نسبت سے عبد الدار کر دیا تھا، دوسرے کو اپنے عظیم ترین صنم ''مناف'' کی طرف منسوب کر کے عبد مناف بنایا، تیسرے کو والد مرحوم کے نامِ نامی کی طرف نسبت دی اور عبد قصی کہا۔ اور چوتھے فرزند کو بھی ایک دیوتا کے نام سے عبد العزیٰ پکارا تھا۔ [۱۸]

قصی بن کلاب جناب عبد مناف کے والدِ ماجد، خاندانِ بنو عبد مناف کے بانی اول اور معمارِ شہرِ مکہ تھے۔ ان کا اصل نام قصی نہ تھا۔ وہ قصی کے نام سے اس لیے معروف و مشہور ہوئے کہ ان کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت سعد ازدی کا نسبی تعلق بنو کلب سے تھا اور ان کے والد کا قضاعہ سے۔ ان کے قریشی شوہر کلاب کے انتقال کے بعد انھوں نے ایک قضاعی شخص ربیعہ بن حرام سے شادی کر لی اور وہیں جا بسیں۔ جناب قصی چھوٹے سے بچے تھے، لہٰذا وہ ماں کے ساتھ گئے اور اپنے اخوال (ننہالی رشتہ داروں) اور سوتیلے باپ کے گھر میں پلے بڑھے۔ اس لیے ان کا نام قصی یعنی ''دور رفتہ'' پڑ گیا، حالاں کہ ان کا اصل نام مشہور روایات کے مطابق زید بن کلاب تھا۔ [۱۹]

امام علی بن برہان الدین الحلبی الشافعیؒ نے ایک اہم روایت اور ایک قطعی فتویٰ اس ضمن میں نقل کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ان کے امامِ اعظم شافعیؒ فرماتے تھے کہ قصی کا اصل نام ''یزید'' تھا اور وہ ''مجمع'' (جمع کرنے والے) بھی کہلاتے تھے۔ یہ وہ روایت ہے جس کا حوالہ کسی بھی اہلِ قلم اور سیرت نگار نے، غالباً حضرت یزید بن معاویہؓ کے نام سے مشابہت کی بنا پر، دینے کی جرأت نہیں کی۔[۲۰]

''یزید قصی کا نام تھا بقولِ امام شافعی'' اس روایت کو نقل نہ کرنے کے سلسلے میں سب سے زیادہ تعجب مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ پر ہوتا ہے، کیوں کہ انہوں نے زرقانی کے حوالے سے قصی کا اصل نام زید لکھا ہے اور اس کو امام احمد بن حنبلؒ کی روایت سے امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے۔ جب کہ حلبی نے امام شافعی کی سند پر لکھا ہے کہ ان کا نام یزید تھا۔ اب یا تو زرقانی اور ان سے نقل کرنے میں کاندھلوی سے تسامح ہوا ہے یا حلبی سے۔ حلبی کے ہاں تسامح کا سوال نہیں اٹھتا، کیوں کہ انہوں نے مشہور نام زید کے بالمقابل ہی یزید نام کی روایت امام شافعی سے کی ہے۔ ان کی روایت کی تائید ایک اور ماخذ سے ہوتی ہے جس میں قصی کا نام یزید بتایا گیا ہے اور ان کے باپ کلاب کی کنیت ابو یزید۔ ابن سعد نے اگرچہ ہاشم کی کنیت ابو یزید لکھی ہے، لیکن غالباً کاتب سے تسامح ہوا۔[۲۱] کیوں کہ ہاشم کے کسی فرزند کا نام یزید دستیاب معلومات کے مطابق نہیں تھا۔ غالباً وہ ابن یزید ہوگا کہ قصی کا نام یزید تھا۔ اسی طرح کاندھلوی نے عبد مناف کا اصل نام مغیرہ امام شافعی کی سند پر لکھا ہے اور وہ زرقالی اور سہیلی سے ماخوذ ہے۔ لیکن انہوں نے قصی کا نام یزید ہونے کا ذکر ہی نہیں کیا اور نہ امام شافعی کی سند کو قابلِ روایت ہی سمجھا۔

تاریخِ اسماء و تذکرۂ نسب کے حوالے سے ثابت ہوتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے اجدادِ کرام کے اصل نام کم از کم چار پیڑھیوں تک ان کی صفات یا عرفیت کے پردے میں چھپ گئے تھے۔ اور وہ جن ناموں سے مشہور ہوئے وہ ان کے اصل نام نہ تھے۔ لہٰذا ''عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی'' کا نسب

گرامی اصل ناموں کے ساتھ اس طرح ہوگا: ''عامر بن عمرو بن مغیرہ بن یزید یا زید''
رسولِ اکرم ﷺ کے والدِ ماجد جناب عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی کا نامِ نامی اصلی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اگر جناب عبداللہ کی قربانی کا واقعہ تسلیم کیا جائے تو ایک روایت کے مطابق جناب عبدالمطلب ہاشمی نے ان کا یہ نام (عبداللہ) قربانی والے دن رکھا تھا۔ اور ان کا اصل نام عبدالدار تھا، عبداللہ بطور شکرانہ نام رکھا تھا۔ ۲۲؎ اگر یہ روایت صحیح ہے تو نسبِ گرامی میں صرف رسول اکرم ﷺ کا اصل نام باقی ہے اور دوسرے تمام اسماء غیر اصل ہیں۔ تب نسب گرامی ہوگا: ''محمد ﷺ بن عبدالدار بن عامر بن عمرو بن مغیرہ بن یزید/زید''۔ عبداللہ نام رکھنے کی روایت عربوں میں موجود تھی، اگرچہ کم کم۔ وہ بھی ایک تحقیق طلب موضوع ہے۔

اجدادِ نبوی کے اصل ناموں کی اس مفصل بحث کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے شفیق و کریم دادا جناب عبدالمطلب ہاشمی کا اصل نام ''عامر'' ان کے خاندانی اسماء کے عین مطابق تھا۔ عامر، عمر، عمرو، عمیر اور اس طرح کے دوسرے نام عرب کتبِ نسب اور مصادرِ تاریخ و سیرت میں متداول ناموں کی فہرست میں آتے ہیں۔ مکہ مکرمہ اور قریش کے علاوہ دوسرے دیار و امصار بالخصوص یثرب/مدینہ میں بھی وہ مقبول ناموں میں شامل تھے۔ اس لیے بہت سے افراد کا نام عامر ملتا ہے۔ اور دونوں ادوار- جاہلی اور اسلامی ادوار- میں ملتا ہے۔ ابن ہشام، بلاذری، بغدادی وغیرہ کی کتبِ سیرت وسوانح اور صحابہ کرام کے تراجم میں بالخصوص بہت سے اشخاص و اکابر کا تذکرہ ''عامر'' نام سے پایا جاتا ہے۔

ایک دوسرا زاویہ یہ بھی ہے کہ جناب عبدالمطلب ہاشمی کے نانا کا اصل نام ''عمرو'' تھا اور ان کے والدِ ماجد ہاشم کا نام بھی عمرو تھا۔ ناموں کی مشابہت اور ایک مادہ کے مشتقات کی بنیاد پر نام رکھنے کا رواج عرب میں بھی تھا۔ اس لیے یہ عامل یقیناً نومولود فرزندِ ہاشم کے تسمیہ میں کارفرما رہا ہوگا، کہ والد اور نانا دونوں کے ناموں سے مشابہ اور اس کے مادہ سے مشتق نام رکھا جائے۔ یہ کہنے کی ضرورت

نہیں کہ عمرو اور عامر دونوں کا مادہ ''ع م ر (عمر) '' ہے۔ معنی کے لحاظ سے بھی یہ نام کافی اچھا ہے کہ آباد کار، عمرِ دراز پانے والے، زندہ کے معانی رکھتا ہے۔ ۲۳

حافظ ابنِ حجر عسقلانی ؒ کی یہ بحث یا تنقید، کہ شیبہ جمہور کے نزدیک اصل نام ہے، صحیح نہیں ہے۔ یہ دراصل جمہور کے اجماع پر مبنی نہیں ہے، بلکہ ایک شخص یا ایک راوی کا کارنامۂ تسمیہ ہے، جو بغیر تحقیق کے تمام لکھنے والوں کے ہاں نقل ہوتا رہا۔ ابنِ اسحاق کے راوی یا راویوں نے شیبہ ان کا اصل نام بتایا اور پھر تمام معاصرین و متاخرین نے اسی کو نقل کرنے پر اکتفا کیا، کسی نے تحقیق نہ کی۔ دوسری روایات سے بہر حال یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیبہ ان کو اس لیے کہا گیا تھا کہ ان کے سر میں چند سفید بال تھے۔ یہ نام نہیں، عرفیت یا لقب یا موقعہ کی مناسبت سے نام دھرنے کے مترادف ہے اور اس کے نمونے اردو میں رمضانی، بقرعیدی، عیدی، کلو وغیرہ جیسے ناموں میں ملتے ہیں۔

غالباً مصلحتِ الٰہی یہ تھی کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اصل اسمِ گرامی کے سوا آپ کے خاندانِ سامی میں دور دور تک کسی جدِ گرامی کا اصل نام شہرت نہ پائے۔ ایک یہ بھی حقیقتِ محمدی ہے اور رفعِ ذکرِ محمدی کی ایک صورت۔

حواشی و مراجع

۱۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ رسیرۃ النبیؐ، مرتبہ محمد محی الدین عبدالحمید، دار الفکر قاہرہ ۱۹۳۷ء، ۱/ ۱۴۸، سہیلی، الروض الانف، مرتبہ عبدالرحمٰن الوکیل، قاہرہ ۱۹۶۷ء، ۲/ ۶۶ وما بعد، ۸۷، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت ۱۹۶۰ء، ۱/ ۷۸۔۷۹، طبری، تاریخ الرسل والملوک، مرتبہ محمد ابوالفضل ابراہیم، دار المعارف مصر ۱۹۶۱ء ۲/ ۲۴۶۔۲۴۷، ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، دار صادر بیروت ۱۹۶۵ء، ۲/ ۱۰، بلاذری، انساب الاشراف، مرتبہ محمد حمید اللہ، دار المعارف مصر ۱۹۵۹ء، ۱/ ۶۴، ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، مطبعۃ السعادۃ مصر

۱۹۳۲ء،۲/۲۵۳،حلبی،السیرۃ الحلبیۃ، بیروت غیر مورخہ،۱/۶۔۷،نیز محمد بن حبیب بغدادی، کتاب المحبر ،حیدرآباد دکن ۱۹۴۲ء، ۲۹۷، کتاب المنمق، حیدرآباد دکن ۱۹۶۴ء، ۳۸۔۳۹ومابعد۔

۲۔ ابن ہشام،۱/ ۱۴۸، سہیلی ۲/۶۶ ومابعد،ابن سعد،۱/۸۳

۳۔ طبری،۲/ ۲۴۸، بلاذری،۱/ ۶۵

۴۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ،مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۹۳۲ء،۲/۲۵۳،

۵۔ ابن ہشام ۱/ ۱۴۸، سہیلی ۲/ ۶۶ ، ابن سعد ۱/ ۷۹، بلاذری ۱/ ۶۴،طبری ۲/ ۲۴۶، ۲۴۸،ابن کثیر،۲/ ۲۵۳،حلبی ۱/ ۴،۶

۶۔ ابن حجر، فتح الباری، مکتبہ دارالسلام، ریاض ۱۹۹۷، ۷/ ۲۰۵

۷۔ شبلی ، سیرۃ النبی ، اعظم گڈھ ۱۹۸۳ء، ۱/ ۱۶۶، محمد ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ، دارالکتاب دیوبند غیر مورخہ، ۱/ ۳۲، سید ابوالاعلیٰ مودودی، سیرت سرورعالم، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی ۱۹۸۹ء ۲/ ۸۵-۸۶۔صفی الرحمٰن مبارک پوری، الرحیق المختوم (اردو) المجلس العلمی علی گڈھ ۱۹۸۸ء، ۷۵، بحوالہ ابن ہشام ۱/ ۱۳۷، محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین ۱/ ۲۶، ۲/ ۲۴

۸۔ بلاذری ۱۲۴-۱۲۵، ومابعد، ۵۳-۵۴، ومابعد، ۳۳۵

۹۔ ابن ہشام،۱/ ۲۷۶، ۳۱۵، ومابعد، ۳/ ۸۲، ۴/ ۷۳، ۱۴۲

۱۰۔ بغدادی، کتاب المحبر ۱۷، ۱۶۰، ۴۰۱، ۴۷۴، ۴۷۸ وغیرہ

۱۱۔ بغدادی، کتاب المنمق ۳۳۲

۱۲۔ ابن قتیبہ، کتاب المعارف، مرتبہ ثروت عکاشہ، قاہرہ ۱۹۶۰، ۱۱۷

۱۳۔ حلبی ،۱/ ۴

۱۴۔ ابن حجر: ۷/ ۲۰۵

۱۵۔ منصور پوری، رحمۃ للعالمین، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی ۱۹۸۰ء، ۲/ ۷۰، نیز بحث بر شیبہ، شیبۃ الحمد، فیاض وغیرہ اسماء

۱۶ مقالہ ''عبدالمطلب بن ہاشم''، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب، لاہور، ۱۲/ ۹۵۷ و مابعد

۱۷ ابن ہشام ۱/ ۱۴۷، سہیلی ۲/ ۹۵، و مابعد، نیز تفصیلات مآثرِ ہاشمی وتسمیہ کے لیے، ابن سعد ۱/ ۷۵-۷۶، طبری، تاریخ، ۲/ ۲۵۱-۲۵۲، بلاذری ۱/ ۵۸ و مابعد، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۲/ ۲۵۳ و مابعد، ابن اثیر، الکامل ۱/ ۱۶ و مابعد، حلبی ۱/ ۵ و مابعد، شبلی ۱/ ۱۶۵-۱۶۶، منصور پوری ۲/ ۶۸، نیز ۲/ ۶۹-۷۰، مودودی، سیرت سرور عالم ۲/ ۸۲-۸۳، کاندھلوی ۱/ ۲۹-۳۰، مبارک پوری، ۴۴-۴۵

۱۸ ابن ہشام ۱/ ۱۱۸، سہیلی ۲/ ۲۸-۲۹ و مابعد، ابن سعد ۱/ ۷۰، طبری، ۲/ ۲۵۴، بلاذری ۱/ ۵۲-۵۳ و مابعد، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۲/ ۲۵۴، ابن اثیر، الکامل، ۲/ ۱۸، حلبی ۱/ ۷، شبلی ۱/ ۱۶۵، منصور پوری، ۲/ ۶۳ و مابعد، کاندھلوی ۱/ ۲۹، بحوالہ زرقانی ۱/ ۷۳، روض الانف ۱/ ۶، مودودی، سیرت ۲/ ۸۱-۸۲، مبارکپوری، ۴۵-۴۶، و مابعد

۱۹ ابن ہشام ۱/ ۱۱۷، ۱۲۹، ۱۳۵، سہیلی ۲/ ۲۸-۲۹ و مابعد، ابن سعد ۱/ ۶۶-۶۷ و مابعد۔ طبری ۲/ ۲۵۴۔ بلاذری ۱/ ۴۸-۴۹ و مابعد، ابن کثیر، البدایہ والنہایہ ۲/ ۲۵۴۔ ابن اثیر، الکامل ۱/ ۱۸-۱۹، حلبی ۱/ ۷۔

۲۰ شبلی ۱/ ۱۶۳-۱۶۴، منصور پوری ۲/ ۶۱ و مابعد، کاندھلوی ۱/ ۲۶، بحوالہ زرقانی ۱/ ۷۳، مودودی، سیرت ۲/ ۷۹-۸۱، مبارکپوری، ۴۲-۴۶ و مابعد۔

۲۱ ابن سعد ۱/ ۸۰

۲۲ یعقوبی، تاریخ الیعقوبی، دار صادر بیروت ۱۹۶۰ء، ۲/ ۹

۲۳ لسان العرب، مادہ ''عمر''

☆☆☆

ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی کی اردو مطبوعات

	کتاب	مصنف	صفحات	قیمت (روپئے میں)
۱	معرکۂ اسلام و جاہلیت	مولانا صدرالدین اصلاحی	۲۱۶	۲۵
۲	غیر مسلموں سے تعلقات اور ان کے حقوق	مولانا سیّد جلال الدین عمری	۳۳۲	۱۰۰
۳	صحت و مرض اور اسلامی تعلیمات	مولانا سیّد جلال الدین عمری	۳۸۸	۱۷۵
۴	مسلمان عورت کے حقوق اور ان پر اعتراضات کا جائزہ	مولانا سیّد جلال الدین عمری	۲۴۰	۸۰
۵	اسلام میں خدمتِ خلق کا تصور	مولانا سیّد جلال الدین عمری	۱۷۶	۴۰
۶	اسلام اور مشکلاتِ حیات	مولانا سیّد جلال الدین عمری	۸۸	۸
۷	مذہب کا اسلامی تصور	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۵۹۱	۱۰۰
۸	مشترکہ خاندانی نظام اور اسلام	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۱۰۲	۲۰
۹	وحدتِ ادیان کا نظریہ اور اسلام	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۱۹۲	۴۰
۱۰	آزادیٔ فکر و نظر اور اسلام	مولانا سلطان احمد اصلاحی	۱۲۸	۴۰
۱۱	قرآن، اہلِ کتاب اور مسلمان	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۲۹۶	۷۰
۱۲	حضرت ابراہیم علیہ السلام	ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی	۲۰۰	۴۰
۱۳	ایمان و عمل کا قرآنی تصور	پروفیسر الطاف احمد اعظمی	۲۸۰	۲۵
۱۴	عہدِ نبوی کے غزوات و سرایا	ڈاکٹر رؤفہ اقبال	۲۴۷	۲۵
۱۵	عہدِ نبوی کا نظامِ حکومت	پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی	۱۳۶	۳۰
۱۶	شیئر بازار میں سرمایہ کاری۔ اسلامی نقطۂ نظر	ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی	۱۵۶	۴۵
۱۷	تصوف۔ ایک تجزیاتی مطالعہ	پروفیسر عبید اللہ فراہی	۲۰۰	۲۵

ملنے کے پتے
ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ-۱
مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی ۲۵